تبدیلی کی جدوجہد وہ کرتے ہیں جو یہ جانتے ہیں

کہ زندگی وموت صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے

انسانی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جب کبھی تبدیلی آئی تو وہ اُن غیر معمولی لوگوں کے ہاتھوں وقوع پزیر ہوئی جنھوں نے غیر معمولی خطرات کا سامنا کیا کیونکہ وہ اپنے مقصد کے حصول کے لیے اپنی جانیں تک داؤ پر لگانے کے لیے تیار تھے۔ جہاں تک اسلامی امت کا تعلق ہے تو اس کی پوری تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اسلام کا غیر معمولی اور بے مثال پھیلاؤ اُن بہت سارے مسلمانوں کے ہاتھوں ہوا جنھوں نے میدانِ جنگ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا۔ اسلامی افواج کو جو زبردست جذبہ ملتا تھا اس کی بنیاد یہ قطعی یقین تھا کہ زندگی اور موت کا فیصلہ صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس یقین وایمان نے انہیں اپنے سے کئی گنا بڑی افواج اور طاقتوں کو زیر وزبر کرنے کا حوصلہ فراہم کیا۔ وہ یہ جانتے تھے کہ زمین پر کوئی شخص اس وقت تک موت کا شکار نہیں ہوتا جب تک اس کی موت کا معین وقت نہ آجائے۔ وہ یہ جانتے تھے کہ زمین پر کوئی طاقت ایسی نہیں جو موت کے معین وقت کو آگے بڑھادے۔ لہٰذا بجائے یہ کہ ان کی موت آرام دہ بستروں پر اپنے رشتہ داروں کے درمیان آئے، انہوں نے اس بات کو پسند کیا کہ ان کی موت میدانِ جنگ میں دشمنوں کے درمیان لڑتے، گرتے، زخمی ہوتے ہوئے آئے۔ اور وہ ایسی موت کے اس قدر شائق تھے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ناقابل تسخیر تلوار، خالد بن ولیدؓ، جب بستر مرگ پر پڑے تھے تو انہوں نے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہا،

لقد شهدت مئة زحف أو زهاءها، وما في جسدي موضع شبر إلا وفيه ضربة بسيف أو رمية بسهم أو طعنة برمح، وها أنا ذا أموت على فراشي، حتف أنفي، كما يموت البعير فلا نامت أعين الجبناء

"میں نے شہادت کی جستجو میں اتنی جنگیں لڑی ہیں کہ میرے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو تیر یا تلوار کی وجہ سے نشان زدہ اور زخمی نہ ہوا ہو۔ اور اب میں یہاں پڑا ہوں، بوڑھے اونٹ کی طرح اپنے بستر پر مر رہا ہوں۔ بزدلوں کو کبھی چین نصیب نہ ہو!"۔

آج کی مغربی اقوام کی افواج کے برخلاف دورِ خلافت میں افواج کو اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے دماغی سکون کی گولیاں نہیں کھانی پڑتی تھیں۔ نہ کسی ایسے قانون کی ضرورت تھی کہ جس کے تحت لوگوں کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہو کہ جب انہیں لڑنے کے لیے بلایا جائے تو لازمی آئیں گے ورنہ انہیں سزا دی جائے گی بلکہ مسلمان اپنی افواج میں شامل ہونے کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے اور اس میں شامل ہونے پر خوشیاں مناتے تھے۔ اور نہ ہی خلافت کو ایسے اسپتال بنانے کی ضرورت پیش آتی تھی کہ جہاں جنگ سے واپس آنے والوں کو اس وجہ سے داخل کیا جاتا ہو کہ موت کے شدید خوف نے انہیں دماغی مریض بنا دیا ہو۔ اُن لوگوں کا افواج میں شامل ہونے کا مقصد نہ تو ریٹائرمنٹ کے بعد ملنے والے شاندار فوائد ہوتے تھے، نہ ہی پلاٹس یا پنشن، بلکہ وہ ایسی موت کی خواہش دل میں بسائے ہوئے آتے تھے جس کے ساتھ جنت کے سب سے بلند مرتبے اور رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کا وعدہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُواْ لاَ تَكُونُواْ كَالَّذِينَ كَفَرُواْ وَقَالُواْ لإِخْوَنِهِمْ إِذَا ضَرَبُواْ فِى الأَرْضِ أَوْ كَانُواْ غُزًّى لَّوْ كَانُواْ عِنْدَنَا مَا مَاتُواْ وَمَا قُتِلُواْ لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَلِكَ حَسْرَةً فِى قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ - وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِى سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّم لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾

"مومنو! ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو کفر کرتے ہیں اور ان کے (مسلمان) بھائی جب (اللہ کی راہ میں) سفر کریں (اور مر جائیں) یا جہاد کو نکلیں (اور مارے جائیں) تو ان کی نسبت کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے۔ ان باتوں سے مقصود یہ ہے کہ اللہ ان لوگوں کے دلوں میں افسوس پیدا کر دے اور زندگی اور موت تو اللہ ہی دیتا ہے اور اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر تم اللہ کے رستے میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو جو (مال ومتاع) لوگ جمع کرتے ہیں اس سے اللہ کی بخشش اور رحمت کہیں بہتر ہے"

(آل عمران: 157-156)۔

لہٰذا مسلمانوں کے افواج کے بڑھتے ہوئے قدم روکنا ناممکن ہوتا تھا، وہ مشرق ومغرب کے زمینیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کے نفاذ کے لیے فتح کرتے تھے، اور صرف شہادت یا کامیابی ان کا مطمع نظر ہوتی تھی۔

آج کے اس بحرانی دور میں بہترین موت کی خواہش بہت ضروری ہے جب ہمارے دشمن پیش قدمی کر رہے ہیں اور امت کے حقوق جابر حکمرانوں کے ہاتھوں پامال ہو رہے ہیں جو ہمارے دشمنوں کے دوست بنے ہوئے ہیں۔ وہ افسران جو نبوت کے منصوبے کے لیے نُصرۃ فراہم کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ بہترین موت کی خواہش رکھیں اور اس کے لیے دعا کریں، کہ یہ وہ عمل ہے جس کی تکمیل کے بعد تاریخ کا دھارا اسلام کے حق میں تبدیل ہو جائے گا۔ صرف ایسی شاندار موت کی خواہش ہی مسلم افواج کے افسران کو اپنے لیے خطرہ مول لینے کے قابل بنائے گی جب وہ کفر کی حکمرانی کے خاتمے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی کے قیام کے لیے حرکت میں آئیں گے۔ تو ایسے افسران کو حضرت سعدؓ کی موت کو یاد

کرنا چاہیے جنہوں نے مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست کے قیام کے لیے رسول اللہ ﷺ کو نُصرۃ فراہم کی تھی۔ جب سعدؓ کا انتقال ہوا اور ان کی والدہ شدت غم سے رونے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بتایا،

«ليرقأ (لينقطع) دمعك، ويذهب حزنك، فإن ابنك أول من ضحك الله له واهتز له العرش»

"آپ کے آنسو خشک ہو جائیں اور غم ہلکا ہو جائے اگر آپ یہ جان لیں کہ آپ کا بیٹا وہ پہلا شخص ہے جس کے لیے اللہ مسکرائے اور ان کا عرش خوشی سے جھوم گیا"(الطبرانی)۔

اور افواج کے افسران کے علاوہ خلافت کے سیاسی داعیوں کو بھی اس بہترین موت کی خواہش کے ساتھ جابر و ظالم حکمرانوں کے خلاف جدوجہد کرنی ہوگی۔ یقیناً جو شخص اس بات پر کامل یقین رکھتا ہے کہ موت، جو اس کے لیے سب سے بڑا نقصان ہو سکتی ہے، صرف اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہی ہاتھ میں ہے تو وہ موت سے کم تر نقصان، جیسے ظلم، تشدد، قید یا اغوا سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ ایسا شخص سب سے زیادہ استقامت کے ساتھ حق پر ڈٹا رہتا ہے اور دھمکیوں اور ہراسگی سے سب سے کم خوفزدہ ہوتا ہے۔ یہ وہ شخص ہوتا ہے جو یہ جانتا ہے کہ اگر ظالم حکمران کا احتساب کرنے کی وجہ سے اسے قتل بھی کر دیا جائے تو اس کا بدلہ شہادت جیسا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

«سيد الشهداء حمزة ورجل قام إلى إمام جائر فنصحه فقتله»

"شہداء کے سردار حمزہؓ ہیں اور وہ شخص بھی جو ظالم حکمران کے سامنے کھڑا ہوا، اسے صحیح نصیحت کی اور حکمران نے اسے قتل کر دیا"(الحاکم)۔

اور خلافت کا داعی یہ بات جانتا ہے کہ نبوت کے طریقے پر خلافت کے دوبارہ قیام کی جدوجہد کا مطلب ہے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اس دنیاوی زندگی کی آسودگیوں اور آرام کو قربان کر رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

«فوالله لا أزال أجاهد عن الذي بعثني الله به حتى يظهره الله أو تنفرد هذه السالفة»

"اللہ کی قسم، میں اس مقصد کے لیے کام کرتا رہوں گا جس کے لیے اللہ نے مجھے بھیجا ہے یہاں تک کہ یہ (دین) کامیاب ہو جائے یا میری گردن کٹ جائے"۔

تو خلافت کی دعوت کے علمبردار اور انصار (نُصرۃ فراہم کرنے والے) اس آیت پر بھرپور غور کریں کہ زندگی دینے والا اور موت دینے والا صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ مسلمانوں کو ان الفاظ پر غور کرنا چاہیے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ابراہیمؑ کے منہ سے جابر نمرود کے سامنے کہلوائے،

(رَبِّي الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ)

"میرا پروردگار تو وہ ہے جو زندگی اور موت دیتا ہے"(البقرۃ:258)۔

حق کے داعی کی زندگی و موت کا فیصلہ جابر نہیں کرتا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا،

(اللَّهُ يَتَوَفَّى الأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا)

"اللہ لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے"(الزمر:42)۔

جابر کا ظلم و جبر زندگی کو طویل یا مختصر نہیں کرتا، کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا،

(وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلاَّ بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلاً)

"اور کسی شخص میں طاقت نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر مر جائے (اس نے موت کا) وقت مقرر کر کے لکھ رکھا ہے"(آل عمران:145)۔

جابر حکمران کا احتساب کرنا جلد ہمیں ہماری قبر میں نہیں پہنچاتا، کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا،

(ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ)

"پھر اس کو موت دی پھر قبر میں دفن کرایا"(عبس:21)۔

تمام تر دولت، اختیار اور قوت کے باوجود لوگوں کی زندگی و موت کے فیصلوں کے حوالے سے جابر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا، کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا،

(إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ)

"اللہ ہی ہے جس کے لیے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے۔ وہی زندگانی بخشتا ہے اور (وہی) موت دیتا ہے"(التوبۃ:116)۔

مسلمانوں کو ان آیات پر انتہائی سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے جو اپنے ثبوت اور معنی کے اعتبار سے قطعی ہیں کہ موت زندگی کا اختتام ہے اور یہ کہ صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی ہے جو موت دیتے ہیں۔

اور آج خلافت کی دعوت کے علمبر داروں اور انصار کو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے فیصلہ کن طور پر آگے بڑھنا ہے، جن کے پاس یہ علم ہے کہ کوئی موت کو التواء میں نہیں ڈال سکتا اور نہ ہی اس سے فرار ممکن ہے۔ وہ جابر کو اکھاڑ پھینکنے کے اپنے فرض کی ادائیگی سے دور نہیں بھاگتے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

(قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلاَقِيكُمْ)

"کہہ دو کہ موت جس سے تم گریز کرتے ہو وہ تو تمہارے سامنے آکر رہے گی"(الجمعہ:8)۔

وہ دین کو ایک ریاست واختیار کی صورت میں قیام کی ذمہ داری سے نہیں بھاگتے کہ اس طرح ان کی زندگی طویل ہو جائے گی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

(فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لاَ يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلاَ يَسْتَقْدِمُونَ)

"جب وہ(موت کا وقت) آجاتا ہے تو نہ تو ایک گھڑی دیر کر سکتے ہیں نہ جلدی"(اعراف:34)۔

اور وہ کوئی بہانہ تراش کر اللہ کے دین کے قیام کی ذمہ داری سے پیچھے نہیں ہٹتے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

(أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِكُّمْ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ)

"تم کہیں رہو موت تو تمہیں آکر رہے گی خواہ بڑے بڑے محلوں میں رہو"(النساء:78)۔

جو اس زندگی سے جڑے رہتے ہیں تو وہ یقیناً ان لوگوں سے شکست کھاجائیں گے جو اپنی نگاہیں اُس موت پر جمائے رکھتے ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بہت محبوب ہے، اس کا مظاہرہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں دیکھا گیا جب امت کی تاریخ میں پہلی بار اللہ کی کتاب کی بنیاد پر حکمرانی قائم کی گئی تھی۔ اور ایسا ایک بار پھر بہت جلد ہو گا، ان شاءاللہ، کہ جب وہ لوگ جو اس زندگی سے زیادہ اپنی موت سے محبت کرتے ہیں وہ اپنے دشمنوں پر غالب آجائیں گے اور اللہ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی بحال ہو جائے گی۔ تو آج کے خلافت کی دعوت کے علمبر دار اور انصار سبق لیں! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ)

"مومنو !اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو، جب کہ رسول اللہ تمہیں ایسے کام کی طرف بلاتے ہیں جو تم کو زندگی(جاوداں) بخشنے گا۔ اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہ تم سب اس کے روبرو جمع کیے جاؤ گے"(الانفال:24)۔

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کے لیے لکھا گیا

مصعب عمیر-پاکستان